بحث کفنی یا الفی لکھنے کا بیان

اس بحث میں دو مسئلے ہیں اولاً تو قبر میں شجرہ یا غلاف کعبہ یا عہد نامہ یا دیگر تبرکات کا رکھنا۔ دوم مردے کے کفن یا پیشانی پر انگلی یا مٹی یا کسی چیز سے عہد نامہ یا کلمہ لکھنا۔ یہ دونوں کام جائز اور احادیث صحیحہ، اقوال فقہاء سے ثابت ہیں۔ مخالفین اس کے منکر ہیں۔ لہٰذا اس بحث کے بھی دو باب کیے جاتے ہیں۔ پہلے باب میں اس کا ثبوت، دوسرے میں اس پر اعتراضات وجوابات۔

پہلا باب

کفنی یا الفی لکھنے کے ثبوت میں

قبر میں بزرگان دین کے تبرکات اور غلاف کعبہ وشجرہ یا عہد نامہ رکھنا مردہ کی بخشش کا وسیلہ ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ وابتغوٓا الیہ الوسیلۃ ہ (مائدہ:۳۵) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھائیوں سے فرمایا تھا: اذھبوا بقمیصی ھٰذا فالقوہُ علٰی وجہ ابی یات بصیرا ہ (یوسف:۹۳) ”میری قمیض لے جاکر والد ماجد کے منہ پر ڈال دو وہ انکھیارے ہوجائیں گے۔“ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا لباس شفا بخشتا ہے۔ کیونکہ یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیض تھی۔ تو امید ہے کہ بزرگوں کا نام مردے کی عقل کھول دے اور جوابات یاد آجائیں۔

مشکوٰۃ باب غسل المیت میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم زینب بنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دے کر فارغ ہوئے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی۔ ہم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا تہبند شریف دیا اور فرمایا کہ اس کو تم کفن کے اندر جسم میت سے متصل رکھ دو۔

اس کے ماتحت لمعات میں ہے:

ھٰذا الحدیث اصل فی التبرک باثار الصلحین ولباسھم کما یفعلہٗ بعض مریدی المشائخ من لبس اقمصھم فی القبر ہ

ترجمہ: یہ حدیث صالحین کی چیزوں اور ان کے کپڑوں سے برکت لینے کی اصل ہے جیسا کہ مشائخ کے بعض مریدین قبر میں مشائخ کے کرتے پہنا دیتے ہیں۔

اسی حدیث کے ماتحت اشعۃ اللمعات شریف میں ہے:

دریں جا استحباب تبرک است بلباس صآلحین و آثار ایشاں بعد از موت در قبر

چنانکه قبل از موت نیز هم چنین بوده۔

ترجمہ: اس سے ثابت ہوا کہ صالحین کے لباس اوران کے تبرکات سے بعد موت قبر بھی برکت لینا مستحب ہے جیسا کہ موت سے پہلے تھا۔

یہ ہی شیخ محمد عبدالحق دہلوی اخبار الاخیار میں اپنے والد ماجد سیف الدین قادری قدس سرہ کے احوال میں فرماتے ہیں:

چوں وقت رحلت قریب تر آمد فرمودند که بعض ابیات و کلمات که مناسب معنی عفو و مغفرت باشد در کاغذے بنو یسی وبا کفن همراه کنی۔

ترجمہ: جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو فرمایا کہ بعض وہ اشعار اور کلمات جو کہ عفو وبخشش کے مناسب ہوں کسی کاغذ پر لکھ کر میرے کفن میں ساتھ رکھ دینا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ، اپنے فتاوىٰ میں فرماتے ہیں:

شجره در قبر نهادن معمول بزرگان است لیکن ایں رادو طریق است اول اینکه برسینه مرده درون کفن یا بالائے کفن گذار ندایں طریق رافقها ء منع مے کنند و طریق دوم ایں است که جانب سر مدره اندرون قبر طاقه بگزارندودران کاغذ شجره رانهند۔

ترجمہ: قبر میں شجرہ رکھنا بزرگان دین کا معمول ہے لیکن اس کے دو طریقہ ہیں ایک یہ کہ مردے کے سینہ پر کفن کے اوپر یا نیچے رکھیں اس کو فقہاء منع کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مردے کے سر کی طرف قبر میں طاقچہ بنا کر شجرہ کا کاغذ اس میں رکھیں۔

مشکوٰۃ باب غسل المیت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عبداللہ بن ابی کی قبر پر تشریف لائے جبکہ وہ قبر میں رکھا جا چکا تھا، اس کو نکلوایا، اس پر اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اور اپنی قمیض مبارک اس کو پہنائی۔ بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب مین استعد الکفن میں ہے کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تہبند شریف پہنے ہوئے باہر تشریف لائے۔ کسی نے وہ تہبند شریف حضور سے مانگ لیا۔ صحابہ کرام نے اس سے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس وقت تہبند کی ضرورت تھی اور سائل کو رد کرنا عادت کریمہ نہیں تم نے کیوں مانگ لیا۔

انہوں نے کہا:

والله ماسئلتهٗ لالبسهٗ انما سئلتهٗ لتکون کفنی قال سهل فکانت کفنهٗ o

ترجمہ: اللہ کی قسم میں نے پہننے کیلئے نہیں لیا ہے میں نے تو اس لیے لیا ہے کہ یہ میرا کفن ہو، سہل فرماتے ہیں کہ وہی ان کا کفن ہوا۔

ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بسند حسن عبد اللہ ابن عباس سے روایت کیا کہ سیدنا علی کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قمیض میں کفن دیا اور کچھ دیر ان کی قبر میں خود لیٹے،'' پھر ان کو دفن کیا۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا:

انی البستها لتلبس من ثیاب الجنة اضطجعت معها فی قبرها لاخفف عنها ضغطة القبر o

ترجمہ: قمیض تو اس لیے پہنائی کہ ان کو جنت کا لباس ملے اور ان کی قبر میں آرام اس لیے فرمایا کہ ان سے تنگی قبر دور ہو۔

ابن عبد البر نے کتاب **الا ستیعاب فی معرفة الا صحاب** میں فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت انتقال وصیت فرمائی کہ مجھ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک کپڑا عنایت فرمایا تھا وہ میں نے اسی دن کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔ اس قمیض پاک کو میرے کفن کے نیچے رکھ دینا۔

وخذ ذٰلك الشعر والا ظفار فاجعلهٗ فی فمی وعلیٰ عینی و مواضع السجود منی o

ترجمہ: اوران مبارک بالوں اور ناخنوں کو لو اور ان کو میرے منہ میں، میری آنکھوں پر اور میرے اعضاء سجدہ پر رکھ دینا۔

حاکم نے مستدرک میں حمید ابن عبد الرحمٰن رواسی سے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ مشک تھا وصیت فرمائی مجھ کو اس سے خوشبو دینا اور فرمایا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشبو کا بچا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر حوالے بھی پیش کیے جا سکتے ہیں۔ اسی پر قناعت کرتا ہوں۔ زیادہ تحقیقات منظور ہو تو **الحرف الحسن** مصنفہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مطالعہ کریں۔

میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ یا کلمہ طیبہ لکھنا۔ اسی طرح عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے۔ خواہ تو انگلی سے لکھا جائے یا کسی اور چیز سے۔ امام ترمذی حکیم ابن علی نے نوادر الاصول میں روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من کتب ھٰذا الدعاء وجعلہٗ بین صدر المیت وکفنہٖ فی رقعۃ لم ینلہ عذاب القبر ولا یرٰی منکرا ونکیراo

ترجمہ: جو شخص اس دعا کو لکھے اور میت کے سینے اور کفن کے درمیان کسی کاغذ میں لکھ کر رکھے تو اس کو عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ منکر نکیر کو دیکھے گا۔

فتاویٰ کبریٰ للمکی میں اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا:

ان ھٰذا الدعاء لہٗ اصل وان الفقیہ ابن عجیل کان یا مرہ بہٖ ثم افتٰی بجواز کتابتہٖ قیاسا علیٰ کتابۃ اللہ فی نعم الزکوٰۃo

ترجمہ: اس دعا کی اصل ہے اور فقیہ ابن عجیل، اس کا حکم دیتے تھے اور اس کے لکھنے کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے۔ اس قیاس پر کہ زکوۃ کے اونٹوں پر اللہ لکھا جاتا ہے۔

وہ دعا یہ ہے:

لآ الٰہ الا اللہ واللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریك لہٗ: لا الٰہ الا اللہ لہٗ الملك ولہٗ الحمد: لآ الٰہ الا اللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیمo

الحرف الحسن میں ترمذی سے نقل کیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی عہد نامہ پڑھے تو فرشتہ اسے مہر لگا کر قیامت کے لئے رکھ لے گا جب بندے قبر سے اٹھائے جائیں گے تو وہ فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لا کر نداء کرے گا کہ عہد والے کہاں ہیں؟ ان کو یہ عہد نامہ دیا جاوے گا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ وعن طاوس انہٗ امر بھٰذہ الکلمات فکتب فی کفنہٖ o (الحرف الحسن) ''حضرت طاؤس سے مروی ہے کہ انہوں نے حکم دیا تو ان کے کفن میں یہ کلمات لکھے گئے''۔ وجیز امام کردری کتاب الاستحسان میں ہے:

ذکر الامام الصفار لو کتب علٰی جبھۃ المیت اوعلیٰ عمامتہٖ او کفنہٖ عھد نامہ یرجٰی ان یغفر اللہ تعالٰی للمیت ویجعلہٗ امنا من عذاب القبرo

ترجمہ: امام صفار نے فرمایا کہ اگر میت کی پیشانی یا عمامے یا کفن پر عہد نامہ لکھ دیا تو امید ہے کہ خدا میت کی بخشش فرمادے اور عذاب قبر سے امن دے۔

درمختار جلد اول باب الشہید سے کچھ قبل ہے:

كتب علٰى جبهة الميت اوعمامتهٖ او كفنهٖ عهد نامه يرجىٰ ان يغفر الله للميتo

ترجمہ: میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا تو امید ہے کہ رب تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے۔

درمختار میں اسی جگہ ایک واقعہ نقل فرمایا کہ کسی نے وصیت کی تھی کہ اس کے سینہ یا پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دی جاوے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ کیا گذری؟ اس نے کہا کہ بعد دفن ملائکہ عذاب آئے مگر جب انہوں نے بسم اللہ لکھی ہوئی دیکھی تو کہا کہ تو عذاب الٰہی سے بچ گیا۔ فتاویٰ بزازیہ میں کتاب الجنایات سے کچھ قبل ہے:

وذكر الامام الصفار لو كتب علٰى جبهة الميت اعلٰى عمامتهٖ او كفنهٖ عهد نامه برجٰى ان يغفر الله تعالىٰ للميت ويجعلهٗ اٰمنا من عذاب القبر قال نصير هٰذا رواية فى تجويز ذٰلك وقد روى انهٗ كان مكتوبا علٰى افخاذ فراس فى اصطبل الفاروق حبس فى سبيل اللهo

ترجمہ: اگر میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا تو امید ہے کہ اللہ اس کی بخشش کردے اور اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ امام نصیر نے فرمایا کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ لکھنا جائز ہے۔ اور مروی ہے کہ فاروق اعظم کے اصطبل کے گھوڑوں کی رانوں پر لکھا تھا: حبس فی سبیل اللہ۔

ان کے علاوہ اور بہت سی روایات فقہیہ پیش کی جاسکتی ہیں مگر ان پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ زیادہ تحقیق کے لیے الحرف الحسن یا فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ کرو۔

عقل بھی چاہتی ہے کہ یہ عہد نامہ وغیرہ لکھنا یا قبر میں رکھنا جائز ہو چند وجوہ سے: اولاً تو یہ کہ جب قبر کے اوپر سبز گھاس و پھول کی تسبیح سے میت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو قبر کے اندر جو تسبیح وغیرہ لکھی ہوئی ہو اس سے فائدہ کیوں نہ پہنچے گا؟ دوم اس لیے کہ قبر کے باہر سے میت کو تلقین کرنے کا حکم ہے کہ اللہ کا نام اس کے کان میں پہنچ جاوے تا کہ اس امتحان میں کامیاب ہو تو وہ ہی اللہ کا نام لکھا ہوا دیکھ کر بھی مردے کو جواب نکرین یاد آنے کی امید ہے یہ بھی ایک قسم کی تلقین ہے اور حدیث لقنوا موتکم میں تلقین مطلق ہے، ہر طرح درست ہے لکھ کر یا کہہ کر۔ تیسرے اس لیے کہ اللہ والوں کی نام برکت سے مصیبت ٹلتی ہے، جلتی ہوئی آگ بجھتی ہے، گھبرایا ہوا دل قرار پاتا ہے۔ رب فرماتا الا بذكر الله تطمئن القلوب o (رعد:۲۸) ''اللہ کے ذکر سے دل چین میں آتے ہیں۔'' تفسیر نیشاپوری و روح البیان زیر آیت مايعلمهم الا قليل o (کہف:۲۲) اور تفسیر صاوی شریف میں اسی آیت کے ماتحت ہے کہ اصحاب کہف کے

نام اتنی جگہ کام آتے ہیں: (۱) گمی چیز تلاش کرنا۔(۲) جنگ کے وقت (۳) بھاگتے وقت (۴) آگ بجھانے کے لیے ایک کاغذ پر لکھ کر آگ میں ڈال دو۔(۵) بچہ کے رونے کے وقت لکھ کر گہوارے میں بچہ کے سر کے نیچے رکھ دیے جاویں۔(۶) کھیتی کے لیے اگر کسی کاغذ پر لکھ کر لکڑی میں لگا کر درمیان کھیت میں کھڑی کر دی جاوے۔(۷) اور بخار، دردسر کے لیے (۸) حاکم کے پاس جانے کے وقت سیدھی ران پر لکھ کر باندھے (۹) مال کی حفاظت کیلئے (۱۰) دریا میں سوار ہوتے وقت (۱۱) اور قتل سے بچنے کے لیے (از الحرف الحسن وتفسیر خزائن العرفان وجمل) عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اصحاب کہف سات ہیں: یملیخا، مکشیلینا، مشلینا، مرنوش، وبرنوش، شاذنوش، مرطوش، (روح البیان سورہ کہف: آیت ۲۲ ما یعلمھم الا قلیل) محدثین کبھی اسناد صحیح نقل کر کے فرما دیتے ہیں: لو قرات ھذہ الا سناد علیٰ مجنون لبراء من جنتہٖ ''اگر یہ اسناد کسی دیوانے پر پڑھی جائے تو اس کو آرام ہو جاوے۔'' اسناد میں کیا ہے بزرگان دین، راویان حدیث کے نام ہی تو ہیں۔ اصحاب بدر کے نام کے وظیفے پڑھے جاتے ہیں۔ تو زندگی میں ان بزرگوں کے نام فائدہ مند ہوں۔ اور بعد موت بیکار ہوں یہ نہیں ہوسکتا ضروران سے فائدہ ہوگا۔ لہٰذا میت کے لیے کفن وغیرہ پر ضرور عہد نامہ لکھا جاوے۔

دوسرا باب

کفنی لکھنے پر اعتراضات وجوابات

اس مسئلہ پر حسب ذیل اعتراضات ہیں:

اعتراض ۱: وہ ہی پرانا سبق کہ کفنی (الفی) لکھنا بدعت ہے۔ لہٰذا حرام ہے۔

جواب: ہماری گزشتہ تقریر سے معلوم ہو چکا ہے یہ بدعت نہیں۔ اس کی اصل ثابت ہے اور اگر بدعت بھی ہو تو ہر بدعت حرام نہیں۔ دیکھو ہماری بدعت کی تحقیق۔

اعتراض ۲: کفنی کو تلقین سمجھنا غلط ہے کیونکہ اگر مردہ بے پڑھا ہے تو سوالات کے وقت لکھا ہوا کیسے پڑھے گا۔

جواب: بعد موت ہر شخص تحریر پڑھ سکتا ہے۔ جہالت اس عالم میں ہوسکتی ہے وہاں نہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اہل جنت کی زبان عربی ہے (دیکھو شامی کتاب الکراہت) حالانکہ بہت جنتی دنیا میں عربی سے ناواقف ہیں اسی طرح ہر مردے سے عربی میں ملائکہ سوال کرتے ہیں اور وہ عربی سمجھ لیتا ہے۔ رب تعالیٰ نے میثاق کے دن عربی ہی میں

سب سے عہد و پیمان لیا تو کیا مرنے کے بعد میت کو کسی مدرسہ میں عربی پڑھائی جاتی ہے؟ نہیں بلکہ خود بخود آجاتی ہے۔ قیامت کے دن سب کو نامہ اعمال لکھے ہوئے دیے جائیں گے۔ اور جاہل و عالم سب ہی پڑھیں گے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد ہر شخص عربی سمجھتا ہے اور لکھا ہوا پڑھ لیتا ہے لہٰذا یہ تحریر اس کے لئے مفید ہے۔

اعتراض ا: علامہ شامی نے شامی جلد اول میں باب التشہد کے کچھ قبل کفن پر لکھنے کو منع فرمایا۔ اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب نے فتاویٰ عزیزیہ میں اس کو منع فرمایا کیونکہ جب میت پھولے پھٹے گی تو اس کے پیپ و خون میں یہ حروف خراب ہونگے اور ان کی بے ادبی ہوگی لہٰذا یہ ناجائز ہے (مخالفین عام طور پر یہ ہی سوال کرتے ہیں)۔

جواب: اس کے چند جوابات ہیں: اولاً تو یہ کہ دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ قبر میں کسی قسم کی تحریر رکھنا جائز نہیں مگر اس دلیل سے معلوم ہوا کہ روشنائی یا مٹی سے لکھ کر کفن میں رکھنا منع ہے اور انگلی سے میت کی پیشانی یا سینے پر کچھ لکھ دیا یا عہد نامہ قبر میں طاقچہ میں رکھ دیا تو جائز۔ اس میں حرفوں کی بے ادبی کا اندیشہ نہیں۔ لہٰذا یہ اعتراض آپ کے لئے کافی نہیں۔ دوم یہ کہ علامہ شامی نے مطلقاً تحریر کو منع نہ فرمایا۔ اسی مقام پر خود فرماتے ہیں:

نعم نقل عن بعض المحشين عن فوائد الشرجی ان مما یکتب علٰی جبھة المیت بغیر مداد بالا صبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحیم وعلی الصدر لآ اله الا الله محمد رسول الله و ذٰلك بعد الغسل قبل التکفینo

ترجمہ: بعض محققین نے فوائد الشرجی سے نقل کیا۔ کہ میت کی پیشانی پر انگلی سے بغیر روشنائی لکھ دیا جاوے: بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سینے پر لکھ دیا جاوے: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہ تحریر غسل کے بعد کفن دینے سے پہلے ہو۔

معلوم ہوا کہ تحریر کو مطلقاً منع نہیں فرمایا۔ تیسرے یہ کہ علامہ شامی نے فتاویٰ بزازیہ سے فتوی جواز نقل فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اکابر حنفیہ جواز کے قائل ہیں اور فتاویٰ ابن حجر نے فتویٰ حرمت نقل کیا، ابن حجر شافعی ہیں۔ تو کیا احناف کے حکم کے مقابل شوافع کے فتوے پر عمل ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ نیز فتویٰ حرمت صرف شیخ ابن حجر کا اپنا قول ہے کسی سے نقل نہیں فرماتے۔ چوتھے یہ کہ میت کے پھولنے پھٹنے کا یقین نہیں۔ بہت سی میتیں نہیں پھولتی پھٹتیں۔ تو صرف بے ادبی کے وہم سے مردہ کو فائدہ سے محروم رکھنا کہاں کا انصاف ہے؟ پانچویں یہ کہ ہم نے پہلے باب میں صحابہ کرام کے افعال نقل کیے کہ انہوں نے اپنے کفنوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات رکھنے کی وصیت کی۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے اپنا تہبند شریف اپنی لخت جگر زینب بنت رسول اللہ کے کفن میں رکھوایا۔حضرت طاؤس نے اپنے کفن پر دعائیہ کلمات لکھنے کی وصیت کی۔کہیے کیا یہاں خون و پیپ میں لتھڑنے کا اندیشہ نہ تھا؟ یا کہ یہ چیزیں معظم نہ تھیں۔چھٹے یہ کہ مسئلہ شرعی یہ ہے کہ متبرک چیزوں کا نجاست میں ڈالنا حرام ہے لیکن اگر کوئی شخص اچھی نیت سے پاک جگہ ضرورۃ رکھے تو صرف احتمال تلوث سے وہ ناجائز نہیں ہوگا۔اس کے بہت سے دلائل ہیں آب زمزم نہایت متبرک پانی ہے اس سے استنجا کرنا حرام ہے مگر اس کا پینا جائز۔آیات قرانیہ لکھ کر دھو کر پینا مباح۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پس خوردہ مبارک کھانا پینا جائز حلال۔حالانکہ یہ پیٹ میں پہنچ کر مثانہ میں جاتے ہیں اور وہاں سے پیشاب بن کر خارج ہوں گے۔پہلے باب میں ہم نقل کر چکے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسطبل کے گھوڑوں کی رانوں پر لکھا تھا: **حبس فی سبیل اللہ** حالانکہ وہاں لکھنے میں پیشاب کی چھینٹیں پڑنے کا احتمال قوی ہے گھوڑے نجس زمین پر بھی لوٹتے ہیں مگر اس کا اعتبار نہ ہوا۔اسی دلیل سے امام نصیر اور امام صفار جو کہ احناف کے جلیل القدر امام ہیں، اس تحریر کو جائز فرماتے ہیں۔رہا شیخ ابن حجر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ فاروق اعظم کے گھوڑوں کی یہ تحریر امتیاز کے لیے تھی لہٰذا اس کا حکم اور ہو گیا یہ صحیح نہیں کیونکہ کسی مقصد کے لیے ہو حروف تو وہ ہی ہیں نیت کے فرق سے حروف کا حکم نہیں بدلتا۔غرضیکہ یہ اعتراض محض لغو ہے۔حدیث اور عمل صحابہ اور اقوال ائمہ کے مقابلہ میں کسی غیر مجتہد شافعی المذہب کا محض قیاس معتبر نہیں ہاں کسی امام حنفی کا قول یا کہ صریح حدیث ممانعت کی پیش کرو۔اور وہ تو نہ ملے گی۔ساتویں یہ کہ علماء کے قول سے استحباب یا جواز ثابت ہو سکتا ہے مگر کراہیت کے لیے دلیل خاص کی ضرورت ہے جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں تو ان اقوال میں قول استحباب قابل قبول ہے نہ کہ یہ قول کراہت کیونکہ بلا دلیل ہے۔

اعتراض ۴: عہد نامہ یا شجرہ قبر میں رکھنا اسراف ہے کیونکہ وہاں کسی کے کام تو آویگا نہیں، برباد ہو جاوے گا اور اسراف حرام ہے۔

جواب: چونکہ اس سے میت کو بہت سے فائدے ہیں اور میت کے کام آتا ہے لہٰذا بیکار نہیں تو اسراف بھی نہیں۔

اعتراض ۵: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبداللہ ابن ابی منافق کو اس کے مرنے کے بعد اپنی قمیض پہنائی اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا مگر اسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔معلوم ہوا کہ کفنی بیکار ہے۔نیز پتا لگا کہ حضور کو علم غیب نہیں ورنہ آپ اس کو اپنا لعاب دہن ولباس نہ دیتے۔نیز معلوم ہوا کہ نبی کے اجزائے بدن دوزخ میں جا سکتے ہیں۔کیونکہ عبداللہ ابن ابی منافق دوزخی ہے اور اس کے منہ میں حضور کا لعاب۔لہٰذا لعاب بھی وہاں ہی پہنچا۔

جواب: اس واقعہ سے تو کفنی دینے کا ثبوت ہوا کہ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منافق کو اپنی قمیض بطور کفنی ہی پہنائی تھی۔ہاں یہ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر یہ تبرکات فائدہ مند نہیں۔ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ مومن میت کو کفنی مفید ہے نہ کہ کافر کو۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عبداللہ ابن ابی کا منافق ہونا معلوم تھا کہ آپ ہی کے بتائے سے ہم نے جانا۔یہ بھی خبر تھی کہ ایمان کے بغیر تبرکات مفید نہیں کیونکہ یہ عقائد کا مسئلہ ہے جس کا علم نبی کو ضروری ہے۔جب کسان بنجر و قابل پیداوار زمین کو پہچانتا ہے تو نبی ایمان کی زمین یعنی انسانی دلوں کو کیوں نہ جانیں۔تین وجہ سے آپ نے اسے تبرکات دیے: ایک تو اس کا بیٹا مخلص مومن تھا جس کی دلجوئی منظور تھی۔دوسرے اس نے ایک بار حضرت عباس کو اپنی قمیض پہنائی تھی۔آپ نے چاہا کہ میرے چچا پر اس کا احسان نہ رہ جائے۔تیسرے اپنے رحمت عالم ہونے کا اظہار کیا تھا کہ ہم تو ہر ایک پر کرم فرمانے کو تیار ہیں کوئی فیض لے یا نہ لے، بادل ہر زمین پر برستا ہے مگر نالی وغیرہ گندی زمین اس سے فائدہ نہیں لیتی۔نبی کے اجزائے بدن اسی حالت میں رہ کر دوزخ میں نہیں جا سکتے۔ملائکہ نے وہ لعاب اس کے منہ میں جذب نہ ہونے دیا بلکہ نکال دیا ہوگا۔کنعان ابن نوح کا دوزخ میں جانا شکل انسانی میں ہے یعنی وہ نطفہ جب کچھ اور بن گیا تب جہنم میں گیا۔ورنہ حضرت طلحہ نے حضور کے فصد کا خون پیا تو فرمایا کہ تم پر آتش دوزخ حرام ہے۔